

غور سے نہیں۔ میں صرف آپ کا منتظر ہی نہ تھا بلکہ میں نے آپ کے مکان نمبر ۳ میں آنے کی خبر پانے کا اس ہوشیاری سے انتظام کیا ہوا تھا کہ جب آپ نزدیک پہنچے تو میں نے عین وقت پر بوتل کھولی۔ اور جس کی بابت مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو گلاس بھر دوں؟“

اسٹورٹ کو واقعات نے تباہا ہوا تھا کہ اس وقت اس کے ونواب کے درمیان جانبازی کا کھیل ہے۔ جس کا کہ ہر ایک پہلو ونواب کے فائدہ میں ہے۔ اس لئے اس نے گھبراتا مناسب نہ جانکر خاموش ہو۔ اپنا شراب کا وہ گلاس جو اس کو میزبان نے دیا تھا لے کر پی لیا۔

وہ رند بادہ کش ہوں کہ تو کیا ہے زہدا

قاضی نے نذر وی مجھے بوتل شراب کی

اسٹورٹ۔ میں جناب کی مہاں نوازی کا مشکور ہوں۔ مگر کیا میں

پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کیا انتظام تھا جو آپ نے کیا تھا؟

نواب۔ بیشک میرے پیارے اسٹورٹ اس بارہ میں مجھ میں

اور تم میں کوئی پر وہ نہ ہوتا چاہئے۔ آپ وہ آلہ دیکھتے ہیں۔

اسٹورٹ نے ٹیلیفون کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔

نواب۔ اور یہ کسی بیوپاری کمپنی کا نہیں ہے۔ بلکہ میرا ذاتی

ہے۔ اور سامنے اسحاق لیوی بوٹھے یہودی کی دوکان سے

چھپے بیٹ جائے۔ اور کسی کمرہ میں چھپ جائے۔ کہ عین اسی وقت دروازہ ایک دم مگر آہستہ سے کھل گیا۔ اور جس کے اندر کی طرف ڈی۔ گورن کھڑا کو روشناس بجالایا۔

مسٹر اسٹورٹ میرے خاص معمولی چھوٹے کمرہ میں تشریف لا کر سر فراز فرمادیں۔ میں بڑی دیر سے آپ کا منتظر بیٹھا ہوں۔

اسٹورٹ نے نواب کی طرف دیکھا اور دروازہ سے گذر کر اندر جا ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ وسط میں میز پر ایک چاندی کے طشت میں دو کانچ کے گلاس اور ایک بوتل شیمپین سٹراب کی کھلی رکھی تھی۔ مگر کمرہ میں سوائے نواب کے اور کوئی نہ تھا وہ مختصر کمرہ بڑی شان و شوکت سے سجایا گیا تھا۔ ریشمی پردے اعلیٰ قسم کا فرش اور فرنیچر۔ اس کی عمدگی ظاہر کر رہا تھا۔ اور چھت سے ملحق بیج میں ایک بڑا اور قیمتی تیل کا لمپ لٹکا ہوا تھا۔ نواب نے دروازہ کو بھیڑا مگر نید نہ کیا۔

اسٹورٹ۔ تعجب سے ادھر ادھر دیکھ کر آپ میرا انتظار کر رہے تھے خیر اس سوال کو ہم دونوں سمجھ جاتے ہیں۔ لیکن یہ میں ضرور کہوں گا کہ مجھے آپ کے یہاں ملنے کی امید نہ تھی اور نہ یہ خیال تھا کہ آپ میرے انتظار میں ہیں۔

نواب۔ ہنس کر ایک بڑھیا آرام کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ مسٹر اسٹورٹ آپ بیٹھ جائیں اور جان کو آرام دیں اور

اُس سے کم تکلیف پہنچائی ورنہ آپ جیسے تیز ہیں شخص نے
 دیکھ لیا ہوتا کہ آپ کا میرے قلمہ میں رات کو چوری آنا اور میرے
 ملازم کو زخمی کر کے بھاگ جانا آسان بات نہ تھی۔ اور اس
 سے میں نے فوراً سمجھ لیا کہ آپ بالکل بیمار نہ تھے۔

اسٹورٹ۔ ایک لمحہ سوچنے لگا کہ کاش میں ہندوستان
 کے کسی جنگل میں کسی مجرم کی تلاش کرتا ہوتا۔ کیونکہ نواب
 بڑی ہوشیاری سے چل رہا تھا۔ اور اس کے دانوں میں نہ
 آتا تھا۔ اس کے عیار صریف نے اس کا پیغامبر بن کر جلنے
 اور ڈوبیلین کوئٹ کو بیہوش کرنے سے نتیجہ نکال لیا۔ کہ وہ
 بیمار نہ تھا۔ واقعی وہ برا بھنس گیا تھا۔ کہ لا جواب تھا۔ پر خیر تاہم
 اُس نے خیال کیا کہ جب تک جان ہے لڑے جائے۔

نواب۔ بعض وقت ابتدا ہی مطلب براری کا ذریعہ ہو جاتی
 ہے۔ واقعات آپ کو ظاہر کر دیں گے کہ آیا میں جلد باز نہ تھا یا
 آپ شاید میں ہی تھا۔ لیکن بہر صورت یہ خوشی ہے کہ ہم دونوں
 پھر ایک بار اپنے تاش سے میز پر کھیلیں گے۔ اچھا اب ہمکو
 مطلب پر آنا چاہئے۔ آپ اپنا تہیدی کلام کہہ میں نے آپ
 کو دھوکہ سے دعوت دی، بڑت رہے ہو۔ کہ اول نہ کسی
 ریڈ فرن کو خط کو لکھا۔ جو مجھے یقین تھا کہ وہ آپ کو ضرور یاد دہلی
 دوسرے میں نے اسحاق یوسی کو نگہبان مقرر کیا اور بیشک کیا

اس کا تعلق ہے۔ وہ شخص بطور میرے خبر رساں کے کام کرتا ہے اور بڑا ہوشیار ہے۔ اس نگہبان نے مجھے ابھی خبر دی کہ آپ بخوش اسلوبی باورچی خانہ کی کھڑکی کی راہ سے مکان میں داخل ہو گئے ہو۔

اسٹورٹ۔ اور میرے خیال میں اسی اسحاق کے ہاتھ آپ نے مجھے یہ دعوت بھیجی تھی۔ یہاں اس کا لہجہ ایسا ہو گیا جیسے ڈیل لڑے وقت دونوں شخص سلام کر اپنی اپنی تلوا میں سنبھال لیتے ہیں۔

نواب۔ منہسکر ہاں وہ کھڑکی میں سے اندر آنے کی بھی اسی کی پرفریب تجویز تھی۔ کہ آپ ضرور خیال کریں گے مکان نمبر ۳ میں کھڑکی کا کھلا رہنا معمولی بات ہے۔

اسٹورٹ۔ ذرا خفگی سے میں اس کو سمجھ سکتا ہوں۔ کیونکہ اب اسے پختہ یقین ہو گیا کہ یہ سب کمڑی کا جال جہاں مکڑی اس کی تاک میں بیٹھی تھی اسی کے واسطے پھیلا یا گیا تھا۔ پھر اس نے پنداشتیاق سوال کیا کہ میں اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو میری دعوت کرنیکا خیال ہی کیونکر ہوا؟

نواب۔ اپنے حصہ کی شراب پی کر مسکراتے ہوئے مسٹر اسٹورٹ آپ جانتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ جب میں نے اپنی موٹر کا مارا آپ کی شکرم سے ٹکرائی تو میں نے آپ کو جتنا کہ خیال کیا تھا

خاص انتظام کئے ہوئے جہاز میں انگلینڈ سے جنوبی امریکہ کو روانہ ہو جاوے گی۔ جس سے تین ماہ بعد میں جا کر ملوٹنگا۔ اور اس کو میں اپنی بیگم بناؤنگا۔

اسٹورٹ راجلدی سے کیا اس کی رضا ہے؟

نواب۔ جب تک شادی کا وقت آئے وہ ضرور رہنی ہو جائیگی اس جواب نے اسٹورٹ کو اس قدر برا لگنے لگا کہ قریب تھا کہ وہ کود کر اس کا گلا پکڑے۔ مگر اس کو فوراً ہی معلوم ہو گیا کہ وقت اس کے برخلاف ہے۔ جب مرنا ہی ہے تو سب حال دریافت ہی کیوں نہ کر لوں۔ اس لئے اس نے اپنے ہنسنے ہوئے دشمن سے کہا۔

اسٹورٹ۔ نواب صاحب آپ کی تجویز میں سب بالکل مکمل ہیں۔ جنہیں میں غیر مکمل نہیں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اول آپ نے پادری کو قتل کرایا۔ اور پھر ایک بیگناہ کو گرفتار کرایا۔ پھر ایک امیر کی بجاری بھولی لڑکی پر زبردستی قبضہ کر بیٹھے تو بیشک آپ کے پاس مشین چلانے کے لئے واقعی برٹش اچھے تجربہ کار آدمی ہوں گے۔ مگر یہ پادری ہے۔

ظالم و مظلوم پچھے جائینگے پیش خدا

اوشمگر ایک دن روز حساب آنکوی

نواب۔ اس کو ایک مہربانی کی نگاہ سے گھور کر دیکھا۔ اور

اسٹورٹ۔ مگر یہ کس لئے کیا گیا؟ آپ کو کیا ورکار ہے۔ کیا وہ سیپ کا بٹن؟ یہ سن کر نواب نے تعجب سے اپنی بھومیں چڑھائیں۔ ایک آدمہ منٹ نامک تو خیال ہوا کہ شاید وہ الکار کر دیو یو ریگہ مگر وہ وقت گزر گیا تھا۔ اور آخر اس نے یوں کہا۔

نواب۔ مسٹر اسٹورٹ شاید اب تک آپ نے حواس میں نہیں ہو۔ ورنہ ایک چالیس گھوڑوں کی تباہ کن انجن جو تباہی کر سکتا ہے۔ وہ بڑا اور نامک ہے۔ اور اب مجھے اس سیپ کے بٹن کی کیا ضرورت۔ جب مجھے آپ غور ملگئے ہو۔

ان جملوں نے اسٹورٹ کے کانوں میں جاتے ہی اسے اس کی بد قسمتی اور موت کی خبر سنائی۔ افسوس وہ اب دینی کی بھی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ خدا جانے اسے مار دیا یا زندہ رکھا جاتا ہے۔ اس سیپ کے بٹن کا اب کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ تاہم اس نے اس کی باتوں سے نڈر ہو کر جواب دیا۔

اسٹورٹ۔ اور مجھے یقین ہے کہ مس باسٹ بھی آپ کے قبضہ میں ہے۔

نواب۔ برٹے اب سے بیشک مس باسٹ میرے ہی پاس ہے۔ چونکہ آپ خوبے بس جال میں پھنسے ہو۔ اب آپ سے کوئی بات چھپانا کچھ فائدہ نہیں۔ آپ کو بیشک ہر ایک بات معلوم ہونی چاہئے۔ آپ کی رشتہ دار ایک دور واز ہیں

کیونکہ کمرہ میں وہی دوتھے۔ مگر خدا معلوم وہ کیا طاقت رکھتی جو اسے باز رکھتی تھی۔ دروازہ تقریباً ایک اینچ جیسا کہ نواب چھوڑ آیا تھا کھلا۔ آخر اسٹورٹ نے سوچا کہ دوڑ کر دروازہ کی راہ باہر نکل جاوے۔ لیکن ساتھ ہی اسے خیال آگیا کہ نواب بڑا چالاک آدمی ہے۔ ضرور باہر بھی کچھ انتظام کر رکھا ہوگا۔ میں اکیلا تین چار آدمیوں سے کس طرح بٹوں گا؟

نواب۔ اسٹورٹ کا منشا رتاڑ کر آپ کیوں نہیں چلے جاتے آپ کا راستہ کھلا ہے۔ سیر میوں میں ذرا اندھیرا ہے خیال رکھنا۔

اسٹورٹ یہ خیال کر کے کہ واقعی نواب کا میرے چھوڑ دینے کا منشا ہے۔ اور اگر نہیں بھی ہوا تو اس کا آئندہ کا ارادہ معلوم ہو جاوے گا۔ یہ سوچ کر وہ دروازہ کی طرف لپکا۔ جبکہ وہیں بیٹھے بیٹھے نواب نے نزدیک ہی دیوار میں ایک بیج کو گھوما دیا پس جو نہی اسٹورٹ نے سوچا کہ دروازہ کو ہاتھ لگایا وہ تین فیٹ اونچا اُچھلا۔ اور ایک مٹی کے ڈھیر کی مانند نیچے گر پڑا۔

کیا اس کی داد و ادھر محشر نہ لگیا کچھ
ہم پر غضب جوئے اتارے نہ سنے

سر ہلایا۔ نہیں اسٹورٹ آپ مجھ کو اس طرح پر نہ لو۔ خیر میں آپ کو سب کچھ حرف بحرف بتلاتا۔ اگر اس میں مجھے کچھ لطف آتا۔ کیونکہ آپ اچھی طرح میرے قبضہ میں ہیں۔ بیشک یہ میں کہہ چکا ہوں کہ مجھ میں اور آپ میں کوئی پردہ نہیں۔ مگر اسٹورٹ میں آپ کو اس قدر بھی بتلانا نہیں چاہتا کہ آپ کے ہاتھ میں اس رسی کا دوسرا سرا بھی دیدوں۔ جو میرے شریکوں کو تنگوا سکے گو آپ کی رہائی میں ہزار میں ایک حصہ بھی امید نہیں ہے، اسٹورٹ۔ اور وہ آپ کا ہزارواں حصہ کیا ہے؟“

نواب آپ کا اس مکان نمبر سے زندہ نہ نکلنا ہے۔

اب گویا اچھا خاصہ لڑائی کا جواب مل گیا۔ اسٹورٹ نے فوراً ہی کچھ نہ کہا۔ بلکہ وہ کمرہ کی لمبائی جوڑائی ناپنے لگا۔ کمرہ قریباً اکٹھارہ فٹ مستطیل تھا۔ جن کے آخر میں پردہ وار کھڑکی تھی۔ جو بالمتقابل اس لوہے کے دروازہ کے تھی۔ جس سے وہ داخل ہوا تھا۔ علاوہ اس کے دیوار میں ایک طرف کونے میں لوہے کا ایک دروازہ بھی تھا۔ جو شاید وہ چور دروازہ تھا جو دوسری گلی میں کھلتا تھا۔ جس کا کٹینٹس لین سے کچھ تعلق نہ تھا۔ اور صدر سے نواب آیا جایا کرتا تھا نواب بھی بے غم بیٹھا ہوا اسٹورٹ کے خیالی گھوڑوں کی دوڑ دیکھ رہا تھا۔

اسٹورٹ کو خیال ہوتا تھا کہ وہ نواب پر جھپٹ پڑے۔ کیونکہ

کوئی شرط نہیں کر سکتا جس کو میں نے سخت محنت سے گرفتار کر دیا ہے۔

اسٹورٹ۔ مگر مجھے آپ میری شرطوں کے پورا کرنے کی ضمانت کیا دیتے ہیں۔ ۹۔

نواب۔ غصہ سے آپ اس حالت میں ہیں کہ آپ کو ضمانت کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں آپ کو جہاں آپ کھڑے ہوئے ہیں وہیں جان سے مار سکتا ہوں۔ اور اگر آپ نے بٹن کا پتہ نہ بتلایا تو ایسا ہی کروں گا۔

اسٹورٹ۔ بٹن آپ کو کچھ فائدہ نہ دے گا جیکہ میں نے لانگڈن ٹریسنگم سے کہہ دیا تھا کہ جس وقت وہ گرفتار ہو جائے تو اپنی رہائی کی خاطر ایک سراغ رساں کو رکھ کر اس بٹن چھپنے والے کی تلاش کرے۔

نواب۔ اور اس سراغ رساں کو وہ بات دریافت کرنے میں تین مہینے لگیں گے جو آپ نے اور مس باسٹن نے قدرتی و اچانک طور پر معلوم کر لی تھی۔ اور فرض کیا اس سراغ رساں نے نیچہ سراغ بھنی دریافت کیا تو وہ کس فائدہ کا۔ جب آپ جیسا خواہ نہ ہو۔ اور یوں اس کی کوشش بے سود ہوگی اچھا اب آخری وقفہ پھر پوچھتا ہوں بو لو وہ بٹن کہاں ہے۔ ۹۔

اسٹورٹ۔ میں تمکو نہیں بتلاتا۔

اسٹورٹ۔ میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں۔ تم کیا چاہتے ہو۔؟

زمانہ کچھ نظر آتا ہے اب بدلا ہوا ہیکو
یہ طاقت جانیوالی بنے تقابلتا نیوالی

نواب۔ سیپ کاٹن۔

اسٹورٹ۔ اپنی جیبوں کو دیکھ کر۔ افسوس میں اُسے ساتھ نہیں لایا۔

نواب۔ یہ میں جانتا ہوں۔ لیکن آپ اپنی جان کے عوض مجھے تباہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس کے پاس ہے۔ اور اس کے حال ہونے کا ذریعہ کیا ہے۔

اسٹورٹ بہت دیر سوچتا رہا۔ کہ میرا دشمن مجھے خوش تو ہے نہیں بلکہ ایک ایسے کمرہ میں قید کر رکھا ہے جسے وہ مرگ کا کمرہ سمجھتا ہے۔ لیکن جب تک سانس تب تک اس شاید رہائی کی کوئی صورت نکل آئے۔ تو یوں جواب دیا۔
اسٹورٹ مجھے امید نہیں کہ آپ مجھے راز کہنے کے بعد بھی زندہ چلائے دیں۔

نواب۔ فوراً ہی نہیں۔ آپ کو کم از کم یہاں چھ ہفتے ٹھہرنا پڑیگا جب تک میرا کام جو میں نے ہاتھ میں لیا ہوا ہے ختم ہو جائیگا مگر میں صاف کہے دیتا ہوں کہ میں اس پادری کی بابت آپ سے

پر بوجھ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کا سانس روکا جاتا ہے
 وہ جھٹ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا
 کہ اس نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر کھڑکی کیوں نہ کھول دی
 اور کیوں مدد کے واسطے آواز نہ دی۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے
 اب تو وہ گھڑی بھر میں دیہوش ہونے والا تھا۔ اس کی طاقت
 بالکل جاتی رہی تھی۔ اور وہ اب ایک قدم بھی نہ اٹھا سکتا تھا۔
 لیکن یکا یک خود بخود ہوا صاف ہونے لگی۔ اور اس کی چھاتی
 دو ماغ پر سے بوجھ آٹھنے لگا۔ اور دو منٹ کے اندر وہ اپنے
 پاؤں جلنے کی قابل ہو گیا۔ عین اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی
 بجی۔ یہ مشکل اس تک پہنچا۔ اور جیٹھ اس باتیں کرنے کے آلہ
 کو تمام کان سے لگا لیا جب نواب کی آواز آئی۔ آپ نے
 دیکھا کہ میں آپ کے ساتھ کیا کر سکتا ہوں۔ ابھی اذیت پہنچانے
 کے اور کئی راستے ہیں۔ کیوں اب بھی تباہ و گے۔ یا نہیں کہ
 وہ بٹن کہاں ہے۔ اور اس کے حاصل کرنیکا کیا ذریعہ ہے؟
 اسٹورٹ جس کی پیشانی پر پسینہ آگیا تھا۔ اور جو لڑکھڑا رہا
 تھا مشکل کہہ سکا۔

اسٹورٹ۔ تنے مجھے مہلت تک نہ دی۔ اور اپنی اذیت
 شروع کر دی اس وقت میں ہوش میں نہیں ہوں۔ میرا دماغ
 پھٹ رہا ہے مجھے پانچ منٹ کی مہلت دو۔

اس کے بعد ٹیلیفون سے سلسلہ گفتگو توڑ دیا گیا۔ اور یہ باتیں کرنے کا آلہ رکھ کر کمرہ میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ کہ بچ نکلنے کا کوئی ذریعہ ٹوٹے۔ ورنہ وہ اس کمرہ میں فاقوں سے ہی مر جائیگا۔ وہ کمرہ کا جائزہ لینے لگا۔ جس میں کہیں ایک سوراخ بھی نہ تھا۔ دروازہ یا کھڑکی کو وہ چھوتانا نہ تھا اس نے بجلی کے تاروں کی تلاش کرنا چاہی۔ کہ ان کو کاٹ ڈالے مگر اسے نہ ملے۔ کیونکہ عیار نواب نے بڑی ہوشیاری سے یا تو ان کو فرش کے نیچے لگایا تھا یا دیوار میں جمایا تھا۔ کہ قیدی کا ان تک ہاتھ نہ پہنچ جائے۔ دراصل بڑی مضبوطی اور فریبی سے یہ کمرہ بنایا گیا تھا۔ اسٹورٹ سوچنے لگا کہ آیا یہ نواب کا بول ہی پولٹیکل قیدی ہے۔ یا اس میں سے ایک ہے۔ جن کو نواب نے یہاں فریب سے بلوا کر مارا۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ نتیجہ نکالے۔ اسے چھت گیری کے اوپر دھوکنی چلنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی اس کے پھیپھڑے اور دماغ پر کچھ بوجھ پڑتا ہوا معلوم ہوا۔ جس نے اس پر ظاہر کر دیا کہ کمرہ صاف ہوا کھینچے اور زہریلی ہوا داخل کرنے کی مشین سے مہلک ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے قیدی تنگ آ کر اپنا حال بتلاوے۔ یا تڑپ تڑپ کر مر جائے۔

گو اسٹورٹ مضبوط دل تھا۔ مگر اس نے دیکھا کہ اسکی جاتی

اس قریب الموت وقت میں آ سے خیال آیا کہ اگر خوش فہمی سے اس حال سے جس میں وہ بھنسا یا گیا ہے نکل جاتا تو ضرور تھا کہ شاید ریڈ فرن آ سے ہمیشہ کئی تسکین دینے والی خوشی دیتی مگر یہ وقت ایسی باتیں سوچنے کا نہ تھا۔ آس نے تصویر کو ایک طرف رکھ دیا۔ اور پھر خیال کرنے لگا کہ یہ ایک بند پنجرے میں جو ہے کی موت مرنا بہت بُرا ہے۔ اب یوں خاموش بیٹھنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ٹیلیفون کے پاس گیا۔ اور گھنٹی بجائی تو تو آواز جس نے جواب دیا وہ نواب ڈی گورن کی نہ تھی۔ بلکہ وہ اسحاق یہودی کی تھی۔ جو باہر نگہبانی کا کام اپنی مچھلی کی دوکان سے کرتا تھا۔ اور جس نے آ سے اس موت کے خیال میں بھنسا یا تھا اسحاق۔ فرمایے 'جناب کیا ہے۔ اور آپ کے اس مرتبہ واپار کے کارخانہ کا کیا حال ہے۔' ۹۰

اسٹورٹ۔ اس کی کچھ پروا نہیں۔ جلاؤ وہاں نواب ڈی گورن ہے۔ میں آس سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اسحاق۔ نواب صاحب ضروری کام کے واسطے چلے گئے ہیں مگر مجھے پورا اختیار دے گئے ہیں اور میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نواب کے سوال کا جواب دیے کو تیار ہو یا نہیں۔ اسٹورٹ۔ استغلاں سے نہیں۔ میں اس بات کا جواب دینا نہیں چاہتا۔ اور یہ میرا آخری جواب ہے۔ اس وقت ٹیلیفون

نواب۔ پانچ کیا دس منٹ تو۔

اسٹورٹ ٹیلیفون سے ہٹ کر آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ گو اس کا جواب تو وہی نفی میں تھا۔ مگر اس نے مہلت یوں مانگ لی کہ شاید اس عرصہ میں کوئی رہائی کی تجویز سوجھ جائے اسٹورٹ یہ بخوبی سمجھ چکا تھا کہ وہ ٹن کا راز بتائے یا نہ بتائے نواب نے جو ارادہ کیا ہے اس کو ضرور پورا کر دیگا۔ اگر وہ ٹن کا نواب سے ذکر کرے تو وہ نرس ریڈ فرن کے قبضہ میں ہے۔ ریڈ فرن کی بابت نواب کو یہ بتلانا گویا اسکو مکلیف میں پھنسانا ہے۔ جو علاوہ ثبوت دینے یا چکنی چپڑی باتوں کے اس سے زیروستی حاصل کر لیو دیگا۔

اُوہ نہیں کبھی نہیں جانتے۔ میری جان چلی جائے۔ مگر میں نواب کو ریڈ فرن کے پاس ٹن کا ہونا ہرگز نہ بتلاؤنگا آہ وہ پیاری خوبصورت ریڈ فرن جس سے میری اپنوں سے زیادہ خدمت کی۔ میرا وقت بڑی مہنسی خوشی گذرا۔ اور چلنے وقت مجھے اپنی تصویر بھی دی۔ جس کی وجہ پوچھی گئی تو ہنس کر جواب دیا آپ کا انعام کہ آپ نے مجھکو اپنا راز دار بنایا۔ میں اسکا احسان کبھی نہ بھولوں گا۔ یہ کہہ کر اس نے تصویر کو نکالا اور اس کو دیکھ کر سرد آہ کھینچی۔ کہ اب وہ اس کا پیارا اور دلکش چہرہ پھر نہ دیکھ سکے گا۔ اور

اور اس نولادہ کی تلوار کی جھنناہٹ کی آواز جو گھوڑے کی زین سے ٹکراتی
تھی اب تک اُسکے کانوں میں آرہی تھی۔

تمسواں باب

(رٹائی کی ایک مجلس)

آدمی سہتا ہے کیا کیا باتیں نفیس مرد و دھنکی کے واسطے
ہارٹ لاک جینگل کے درمیان محافظ کے جھونپڑے میں تنہائی اور خاموشی
چھائی ہوئی تھی۔ مگر اُسکے پرناہوں سے پانی جاری تھا۔ اور مینہ یوں
موسلا دھار برس رہا تھا کہ اللہ کی امان۔ جو کسی طرح بھٹنے ہی میں
نہ آتا تھا۔ ہوا علیحدہ اپنا زور دکھا رہی تھی۔ اور درختوں کی سائیں سائیں
کی آواز ایک نیا ترانہ گارہی تھی۔ رات اچانک برق و باد کا طوفان
آٹوٹا تھا جو اس وقت اپنے پورے زور پر تھا۔

نواب ڈی۔ گورن نے کچھ خیال نہ کر ایک جنگلی راستہ سے گذر کر
سیدھا محافظ کے جھونپڑے پر جا کھٹکٹایا۔ وہ دو بلڈاگ اُسے میدان
کے سرے ہی پر لے۔ جنھوں نے اپنی دُمیں ہلا کر اُس کا استقبال کیا۔ اُد
حکم پاتے ہی اُدھر اُدھر دوڑ گئے۔ نواب کے کھٹکٹانے پر جب کوئی
جواب نہ آیا تو وہ جیسے جگہ سے اچھی طرح واقف ہو۔ احاطہ میں سے
ہو کر جھونپڑے کے پیچھے غلہ والے گودام کی طرف چلا گیا۔ جہاں پہنچ کر

سے جواب آیا تو خدا تم پر رحم کرے۔ اور اس کے بعد جھٹ گیری پر سے اُس خوفناک مشین کے چلنے کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ جب اسٹورٹ نے محسوس کیا کہ اس کنبخت زہر ملی ہوا کا اثر پھر اس کے پیچھے پڑوں اور دماغ پر ہونے لگا ہے اور ادھر مشین.....
 خوب زور زور سے چلنے لگی۔ جو اب اُس سے مہلت نہیں مل سکتی۔ وہ آخری مہلت تھی جو اُس سے بچ سکتی تھی۔ اس آخری وقت میں اگر اُسے خیال تھا تو وہ نرس ریڈ فرن کا اس کی پیاری صورت اس کی آنکھوں میں کھپ گئی تھی۔ بلکہ اسی شوق میں اُس نے میز پر سے اس کی تصویر اٹھا لی۔ اور اُسے اشتیاق بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ آہ اگر وہ مجھے اس حالت میں خود دیکھتی تو کیا کہتی۔ اور کیا وہ میرے واسطے کچھ کرتی؟ یا کیا وہ اب کچھ کر سکتی ہے؟ اور خدا اس طرح مرنا بڑی نامردی ہے۔ کیا میں خود کچھ نہیں کر سکتا؟ زہر ملی ہوا کا اکجن چلتا گیا۔ اور اپنا برا اثر اس کی چھاتی اور دماغ پر ہوتا گیا۔ جب وہ اپنی آدھی کھلی ہوئی آنکھوں سے تصویر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کیا یک اُس کا خیال رات کے اس عقب کی طرف چلا گیا جو اُس نے بنگاں کے خبگلوں میں ڈاکوؤں کے پکڑنے کے واسطے کیا تھا۔ اور جسے وہ اب بھی محسوس کر رہا تھا کہ ہر کے کانٹے عرب گھوڑے کے پیٹ میں دھنسنے جاتے تھے

کام میں اُس نے خوب مدد دی لیکن اب سوال یہ ہے کہ جب ہمارا کام ہو گیا تو ہم اسکو کیا کرینگے؟ وہ دل میں سخت ناراض ہے۔ جو نہی وہ میرے ظلم و تکلیف سے چھوٹی ہمارا سارا راز طشت از بام کرنے میں ذرا نہ چوکے گی۔ دونوں آدمیوں نے آنکھوں میں کچھ باتیں کیں اور نواب نے اپنی بھویں چڑھا ہاتھ کو گلے پر رکھ کر اشارہ کیا۔ لیکن لو مکس نے سر ہلا کر کہا۔

لو مکس۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کے لئے ایسا کہہ دینا آسان ہے۔ کیونکہ جبوقت آپ کا کام ہو گیا تو آپ یہ ملک چھوڑ دو گے۔ اور مجھے تو لندن میں رہنا ہے دس سال کوئی بڑی بات نہیں۔ جان ہیکسٹ جب وہ پورے کرائیگا۔ تو میں اُسے کیا جواب دوں گا۔ اگر اُسے یہ معلوم ہو گیا کہ اُس کا بچہ میرے ہاتھوں غائب ہوا ہے۔ تو وہ فوراً میرا خون ہی پی کے پخلا بیٹھے گا۔

نواب۔ مگر جسفر تم تو اس قسم کی باتوں سے ڈرنے والے آدمی نہیں ہو۔

لو مکس۔ وہ اور بات تھی۔ اُمیں مجھے آپ کی مدد تھی۔ اور آپ نے صاف بچایا۔ لیکن اُمیں مجھے اکیلا ہی نبٹنا پڑیگا۔ میں جان ہیکسٹ کو جانتا ہوں۔ آپ نہیں جانتے۔ گو میں خود بد معاشوں کا بد معاش ہوں مگر بوڑھا جان ان کاموں میں میرا چچا ہے۔

نواب۔ تو معلوم ہوا کہ اُسکا رعب تم پر چھایا ہوا ہے۔ خیر تب

اُس نے دروازہ پر عجیب طرح سے کبھی آہستہ اور کبھی زور سے دستک دی گویا ایک طرح کا خفیہ اشارہ تھا۔ جب کھڑکی دیر بعد خود جُسفر لو مکس نے نے وہ تنگ دروازہ کھولا۔ اور نواب نے اندر داخل ہو کر ہر طرف کے ارد گرد نگاہ دوڑائی تو اُسے یہ نظارہ دکھائی دیا۔ کہ ایک طرف تپائی پر افشار رکھے ہوئے تھے اور نزدیک کاغذوں کا ڈھیر تھا۔ اور دوسری طرف چارلی ہیکسٹ حسب معمول طشت پر ٹھکا ہوا اپنا فرض ادا کر رہا تھا۔ تو اُس نے تسلی کا سانس بھرا اور کہا۔ جُسفر تم آجکل بڑی محنت میں مشغول ہو۔

جُسفر لو مکس۔ جو دروازہ کو احتیاط سے بند کر کے آگیا تھا۔ کتنی بھی کوشش کروں اس سے زیادہ نہیں کر سکتا۔

نواب۔ میں کسی وجہ سے کہتا ہوں کہ حسب قدر ممکن ہو ہمیں اپنے کام میں جلدی کرنی چاہئے۔ مگر اچھا ہو جو ہم دونوں تنہا ہوں۔ اور چارلی کی طرف دیکھا۔

لو مکس۔ سختی سے۔ سیڑھی کی طرف اشارہ کر کے چارلی اپنے کمرہ میں جاؤ۔

نواب نے چارلی کے دُبلے پتلے بدن کو دیکھ کر حیب وہ چلا گیا تو لو مکس سے کہا۔ تم نے تو اسے بالکل لاغر کر دیا ہے۔ مگر اُمید ہے کہ اپنی اول ضد کے بعد پھر تو کام کرنے سے اُس نے کبھی انکار نہ کیا ہوگا۔ لو مکس۔ ہنس کر۔ وہ مزے میں ہے۔ اب کیا ضد کرتا۔ گو ہمارے

نے مجھے اپنے جنم بھوم سے بدر ہونے پر مجبور کیا۔ میں جنوبی امریکہ میں رہ کر ایک اشرف اور زاہدانہ زندگی بسر کرونگا۔ پر خیر تم ان باتوں کو جانے دو۔ مجھے میرا وہ کام پھر یاد آ گیا ہے جسکی خاطر میں مینہ برستے میں بھارے پاس اس جنگل میں آیا ہوں۔ لیڈی کراچی بہت شور و غل کر رہی ہے (اتفاقہ میں نے ایک تدبیر سوچی ہے جس میں یہ جو کمرہ میں اوپر ہے آگئی ہے)

لو مکس۔ مجھے تو معلوم تھا کہ جب اُسے یہ خبر ملے گی تو وہ ایسا ہی کرے گی۔

نواب۔ مگر ہمیں اُسے شور و غل کا موقع نہیں دینا چاہئے۔ جب تک ہمارا وہ کام کاغذ کے انبار کی طرف دیکھ کر حیرت کہ تم ایسی محنت سے لگے ہو پورا نہ ہو جاتے۔ اُسکی قدرتی حسد اب کم ہو گئی ہے جب اُسے یہ یقین دلایا گیا کہ اسکا نتیجہ اُسکے واسطے نواب کی بیگم بنانے کا ہے۔ اب وہ خاموش ہے مگر بطرح بھی ہو آج رات میں باسٹ کو قلعہ سے نکال لینا چاہئے۔ تاکہ اُسکو یقین آ جائے۔ میں نے ایک جہاز کا انتظام کر لیا ہے جو اسکو لیکر فوراً ہو جائیگا۔ لیکن جہاز پر سولے سے اول تیار نہیں ہو سکتا۔

لو مکس۔ تو کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ میں جا کر میڈیم کراچی کو تسلی دوں؟ لیکن مجھے ایسا کام نہیں ہو سکتا۔

نواب۔ ہنسر سٹر لو مکس تم اس لائق ہو بھی نہیں۔ اور دوسرے

ہیں کوئی اور تجویز کرنی چاہتے۔ جو میں نے سوچ لی ہے۔ مگر ہماری باتیں تو وہ نہ سن سکے گی؟ یہ کہہ کر نواب تپائی ٹکے ایک کونے پر بیٹھ گیا۔

لوٹو مکس۔ اوپر دیکھ کر۔ نہیں۔ جب تک کہ ہم نہ چلاؤں۔

نواب۔ آہستہ سے۔ تو بوسٹو۔ آخر اسٹورٹ صاحب ہمارے قابو میں آگئے۔ اور جسے میں کائٹس لین میں دوست اسحاق یہودی کے رحم پر چھوڑ آیا تھا اور اُسے تاکید کر آیا تھا۔ کہ نہ ہر ٹی ہوا پھیلانے والی شین کو خوب زور دیکر چلائے کہ بس چٹ پٹ ہی اُسکا کام تمام ہو جائے۔ سو ابھی اسحاق کا تار آیا ہے کہ اُس نے اپنا کام کر دیا۔ اور اب ہمیشہ کے واسطے اسٹورٹ ہمارے راستہ سے ہٹ گیا۔ مگر اب یہاں سے جلد جانے کی کٹی اور وجہ ہو گئی ہیں۔

لوٹو مکس۔ نواب صاحب کیا آپ اُس پیاری صورت کو اپنی سادش میں شامل کئے بغیر نہیں رہ سکتے؟

نواب۔ کے چہرہ پر سیاہی دوڑ گئی۔ مگر اس طرح اپنے پُر فریب لہجہ میں کہا۔ پیارے لوٹو مکس تم فرانسیزی کی طبیعت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مجھے اس خاموش انگریزی گاؤں میں جو کچھ پیش آیا ہے۔ عمر بھر تک یاد رہے گا جسکی وجہ سے بعض وقت مجھے الجھن اور تکلیف ہونے لگتی ہے اور اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ جبوقت ہم نے اپنا اشرافیوں والا کام پورا کر لیا میں توبہ کر لوں گا۔ اور اپنا فرانس کا ملک جسکے ٹیپولین کے خطاب